کیا حضرت ابراہیم علیہ السلام کے "ابا" مشرک تھے؟

[Document subtitle]

MARCH 1, 2024

AZHAR HUSSAIN ABRO

کیا ابراہیم علیہ السلام کے باپ/ابا مشرک تھے؟

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

(یہ دلائل اس ویڈیو کی روشنی میں لکھی جارہی)
https://www.youtube.com/watch?v=2aLdxP2Qw_k&t=660s

بات شروع کہاں سے ہوئی؟

1- میرا یہ گمان ہے کہ یہ روش وہاں سے نکلی-- جب نبی اکرمﷺ کے بعد لوگ بٹ گئے- (اور خصوصاً وہ لوگ جو محمد و آل محمد سے بغض و عناد رکھتے تھے--- یعنی اصحاب یا تابعین میں سے) انہوں نے دیکھا ہمارے باپ دادا تو مشرک تھے تو ان کے کیسے بچ گئے--- پہلے انہوں نے علیؑ پر وار کیا--- اور چلتے پھرتے ٹوکتے رہتے تھے کہ علی تیرا باپ تو جہنم میں ہے- (جواب ملتا، میرا باپ کو چھوڑ تو اپنے باپ کی فکر کر وہ کہاں پر ہے-)

اصحابوں کے باپوں کو بچانے کے لیے، پہلے نشانہ علیؑ بنے، پھر بدقسمتی سے جب قانون بنا دیا گیا کہ سب کے باپ مشرک ہیں تو یہ ملبہ بدقسمتی سے نبی کی ذات پر بھی آگیا-- مشرک تو پھر سب کے باپ مشرک، چاہے نبی ہی کیوں نہ ہو-

(ویسے بھی عربوں کا ایک طبقہ نبیوں کو (بنی اسرائیلیوں کی ایک طبقہ کی طرح) کچھ خاص نہیں سمجھتا-) (بنی اسرائیل تو نبیوں کو قتل کرتے رہے)

(باپوں کا نام لے کر، کسی کو تنگ کرنا، یہ روش تب سے اب تک چلی آرہی ہے- لوگ آج بھی آپ کے باپوں کے نام لے کر آپ کو bully کرنے کی کوشش کریں گے- یعنی یہ روش پرانی ہے)

لفظ "اب" کا مطلب

2- مولانا کی پہلی دلیل: کہ "اب" لفظ قرآن میں باپ دادا (یعنی آبا و اجداد) کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ خصوصاً والد کے لیے نہیں۔ والد خود عربی کا لفظ ہے جو اصل باپ ہوتا۔ قرآن نے آذر کو "اب" کہا ہے (والد نہیں)۔

ساحل نے کہا: لسانیت کی بات ہورہی تو عربوں سے پوچھتے ہیں۔ (اب یہ والی بات ساحل کے غیر عقلی تھی۔ کیونکہ اوپر جو ڈیفینیشن بیان ہوئی ہے، وہ عربی اور عربوں ہی کی ہے، کوئی عجمیوں نے یہ ڈیفینیشن نہیں بنائی کہ "اب" کا مطلب کیا ہے۔۔۔) ساحل نے کہا۔ ایک عرب حجر عسکلانی اس سے باپ مراد لیتا ہے۔۔۔ (جواب۔ تو دوسرے عرب اس کے برخلاف بھی مراد لیتے۔ یا آپ دعوٰی کریں کہ سارے عرب اس سے باپ مراد لیتے۔)

احادیث رسول : "پاک پشتوں اور پاکیزہ رحموں"

📖 ’’حضرت مطلب بن ابی وداعہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے ایسا لگ رہا تھا گویا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (اس وقت کافروں سے) کوئی ناگوار بات سنی تھی (اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس وقت جلال کی حالت میں تھے، پس واقعہ پر مطلع ہو کر) حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر پر تشریف فرما ہوئے اور فرمایا: میں کون ہوں؟ صحابہ کرام ث نے عرض کیا: آپ پر سلامتی ہو، آپ رسولِ خدا ہیں۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں (رسولِ خدا تو ہوں ہی اس کے علاوہ نسبًا میں) محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب ہوں۔ جب خدا نے مخلوق کو پیدا کیا تومجھے بہترین خلق (یعنی انسانوں) میں پیدا کیا، پھر مخلوق کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا (یعنی عرب و عجم)، تو مجھے بہترین طبقہ (یعنی عرب) میں رکھا۔ پھر ان کے مختلف قبائل بنائے تو مجھے بہترین قبیلہ (یعنی قریش) میں پیدا کیا، پھر ان کے گھرانے بنائے تو مجھے (ان میں سے) بہترین گھرانہ میں پیدا کیا اور ان میں سے بہترین نسب والا بنایا، (اس لئے میں ذاتی شرف اور حسب و نسب کے لحاظ سے تمام مخلوق سے افضل ہوں)۔‘‘ (حوالہ)

📖 7/19. عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضي االله عنهما قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اِللهِ صلى الله عليه وآله وسلم: لَمْ يَلْتَقِ أَبَوَايَ فِي سِفَاحٍ لَمْ يَزَلِ اُللهُ تعالىٰ يَنْقُلُنِي مِنْ **أَصْلَابٍ طَيِّبَةٍ إِلَى أَرْحَامٍ طَاهِرَةٍ** صَافِيًا مُهَذَّبًا لَا تَتَشَعَّبُ شُعْبَتَانِ إِلَّا كُنْتُ فِي خَيْرِهِمَا.

رَوَاهُ أَبُوْ نُعَيْمٍ.

أخرجه أبونعيم في دلائل النبوة، 24/1، والكلاعي في الاكتفاء، 11/1، والسيوطي في الدر المنثور، 328/4، والمناوي في فيض القدير، 437/3.

’’حضرت عبد اللہ بن عباس رضی االلہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میرے والدین کبھی بھی بغیر نکاح کے نہیں ملے۔ االلہ تعالیٰ ہمیشہ **مجھے پاک پشتوں سے پاکیزہ رحموں** میں منتقل فرماتا رہا، جب بھی لوگوں کے دو گروہ ہوئے تو مجھے ان میں سے بہترین گروہ میں رکھا گیا۔‘‘ (حوالہ)

3۔ مولانا کی دوسری دلیل: نبی اکرم کی حدیث کہ میں ہمیشہ پاک پشتوں میں رہا۔۔۔ ساحل نے کہا اس سے مراد نکاح ہے۔ (مشرک تو وہ اپنی جگہ پر تھے)۔۔۔ مولانا نے قرآن کی آیت پڑھی کہ قرآن کہتا مشرک نجس ہوتے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ (توبہ، 28)

نجس اسے کہتے جس کو چھونے سے آپ ناپاک ہوجاتے۔۔۔ جیسے کتا/سور بھی نجس ہوتا۔

جس کو چھونے سے ہاتھ دھونے پڑ جائیں۔ جو جسمانی طور پر ہی ناپاک ہوجائے۔۔۔ پھر کہنا کہ نبی اکرمﷺ کی ذات مبارک کا نطفہ ایسے رحموں میں رہا۔۔۔ بالکل ناقابل برداشت و ناقابل یقین ہے۔ (کوئی یہ بات اپنی ذات کے لیے پسند نہیں کرے گا، تو پھر نبی کی ذات کے لیے کیسے کہہ سکتا؟)

تو اس لیے اس سے مراد نکاح تو ایک شرط ہے، پر مزید طیب و طاہر کے الفاظ بھی آتے ہیں۔ جو شرک جیسے گناہ سے پاک ہونے کی دلیل ہے۔

کیونکہ قرآن تو کہتا ہے مشرک نجس ہے، جو نجس ہوتا وہ پاک و طیب و طاہر نہیں ہوتا۔

اسرائیلیات/بائیبل

4- بائبل/اسرائیلیات سے مدد لیتے ہوئے، اور کئی مسلمان مفسرین اس کی تائید کرتے کہ ان کے والد "تارح" تھے۔

⇨ **Now these are the generations of Terah. Terah fathered Abram, Nahor, and Haran; and Haran fathered Lot.GENESIS 11:27**

⇨ **Terah, the ninth in descent from Noah, was the father of Abram, Nahor, Haran (Hebrew: הָרָן *Hārān*) and Sarah.[15] Haran was the father of Lot, who was Abram's nephew; the family lived in Ur of the Chaldees. Haran died there. Abram married Sarah (Sarai). Terah, Abram, Sarai, and Lot departed for Canaan, but settled in a place named Haran (Hebrew: חָרָן *Ḥārān*), where Terah died at the age of 205.[16] (Wikipedia)**

✐ یہ بات حیران کُن ہے کہ وکیپیڈیا پیج بائیبل کے حوالے سےکہتا ہے کہ "تارح" حضرت ابراہیم علیہ السلام کا والد، خود حضرت ابراہیم و لوط اور بیبی سارہ کے ساتھ اس سفر پر نکل آئے تھے۔۔۔ اور سفر کے دوران "حاران" کے مقام پر ان کی وفات ہوئی۔

اور قرآن کی رو سے آذر سے تو حضرت ابراہیم علیہ السلام خود بیزار ہوکر اُسے چھوڑ کر آتے ہیں، بلکہ وہ خود کہتے ہیں مجھ سے دور ہوجا ورنہ سنگسار کردوں گا۔

قرآن نے نفی نہیں کی

5۔ ساحل عدیم نے --- کچھ چالاک بازی سے بھی تھوڑا کام لیا--- یہ سوال کر کے کہ **"قرآن نے نفی تو نہیں کی؟"** --- یعنی قرآن نے اگر نفی نہیں کی۔ یہ نہیں کہا کہ آذر حضرت ابرہیم کے والد نہیں تھے--- تو مطلب ہوگئے!؟

یہ عجیب سے منطق ہے بندے کو پریشان کرنے کے لیے--- اس اصول کے تحت قرآن نے جس جس چیز کی نفی نہیں کی پھر وہ سب صحیح درست و حلال ہوجاتی؟

اور ویسے بھی منطقی طور اثبات خود نفی بھی ہوتی ہے--- اگر میں کہوں دن ہے، تو یہ بولنے کی ضرورت نہیں کہ رات نہیں ہے۔ وہ understood ہے۔ قرآن نے کہا وہ "اب" تھے، تو کلیئر ہے کہ وہ "والد" نہیں تھے۔ (اب نفی والی بات بولنا ضروری نہیں۔)

قرآنی آیات کیا کہتی؟

6۔ اب رہ جاتا صرف معاملہ قرآن کے 3 چار حوالوں کا۔۔۔

ایک حوالہ سورہ مریم میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اپنے اب/آذر سے گفتگو۔۔ آیت 41 سے 47 تک۔

- **اِذۡ قَالَ لِاَبِيۡهِ يٰۤاَبَتِ** (جب اس نے کہا اپنی اب سے یا ابتی۔۔۔)

آخر میں کہتے ہیں۔

- **قَالَ سَلٰمٌ عَلَيۡكَ‌ۚ سَاَسۡتَغۡفِرُ لَكَ رَبِّىۡ‌ؕ** ۔۔ (ابراہیم نے کہا " سلام ہے آپ پر۔ میں اپنے رب سے دعا کروں گا کہ آپ کو معاف کردے)

پھر سورہ توبہ میں اللہ نے قانون پاس کیا۔۔

- **مَا كَانَ لِلنَّبِىِّ وَالَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡۤا اَنۡ يَّسۡتَغۡفِرُوۡا لِلۡمُشۡرِكِيۡنَ وَ لَوۡ كَانُوۡۤا اُولِىۡ قُرۡبٰى۔۔۔**

نبی کو اور ان لوگوں کو جو ایمان لائے ہیں ، زیبا نہیں ہے کہ مشرکوں کے لئے مغفرت کی دعا کریں، چاہے وہ ان کے رشتہ دار ہی کیوں نہ ہوں ، جبکہ ان پر یہ بات کھل چکی ہے کہ وہ جہنم کے مستحق ہیں۔ (توبہ، 9:113)

اور ساتھ ساتھ کلیئر کر دیا کہ حضرت ابراہیم کا معاملہ کیا تھا۔۔۔

- **وَمَا كَانَ اسۡتِغۡفَارُ اِبۡرٰهِيۡمَ لِاَبِيۡهِ اِلَّا عَنۡ مَّوۡعِدَةٍ وَّعَدَهَاۤ اِيَّاهُ‌ ۚ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهٗۤ اَنَّهٗ عَدُوٌّ لِّلّٰهِ تَبَرَّاَ مِنۡهُ‌ ؕ اِنَّ اِبۡرٰهِيۡمَ لَاَوَّاهٌ حَلِيۡمٌ ١١٤**

اور ابراہیم کا اپنے باپ کے لیے مغفرت کی دعا مانگنا صرف اس وعدہ کے سبب سے تھا جو اس نے اس سے کرلیاتھا پھر جب اس پر کھل گیا کہ وہ اللہ کا دشمن ہے تو وہ اس سے بے تعلق ہوگیا بے شک ابراہیم بڑا نرم دل اور بردبار تھا۔ (توبہ، 9:114)

اس آیت میں بھی اللہ تعالٰی نے لفظ "والد" استعمال نہیں کیا۔۔ پر اب کیا۔۔

وَمَا كَانَ اسۡتِغۡفَارُ اِبۡرٰهِيۡمَ لِاَبِيۡهِ

✐ اب یہ "اب/ابا" والا معاملہ طے ہوگیا۔۔ وہ اب تھے / چچا تھے۔ حضرت ابراہیمؑ نے اپنے "اب/چچا" کے لیے استغفار کی دعا کی تھی۔۔ اور اللہ نے کہا کہ چچا ہو رشتہ دار ہی کیوں نہ ہو نہیں کرسکتے۔۔ اور ابراہیمؑ کی دعا بھی اپنے "اب/چچا" کے لیے صرف وعدے کو پورا کرنے کے وجہ سے تھی۔

یہ دنوں آیتیں آپس میں میتھمیٹیکلی کینسل ہوگئی۔۔۔

لیکن اب ایک اور آیت آتی ہے۔۔۔ جو پورا معاملہ کلیئر کردیتی۔۔۔

⇦ **رَبَّنَا اغْفِرْ لِيْ وَ لِوَالِدَيَّ وَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ يَوْمَ يَقُوْمُ الْحِسَابُ (۱۴ ابراہیم: ۴۱)**

اے میرے رب! مجھے اور میرے والدین اور ایمان والوں کو بروز حساب مغفرت فرما

اس میں لفظ "والد" آیا ہے۔ اور یہ وہ دعا ہے جو ہر مومن پڑھتا ہے۔ جو مومنوں کے درمیاں ایک سنت ابراہیمی ہے۔

اس میں صرف والد کا ذکر نہیں پر سب "مومنین" کا ذکر بھی ہے۔ والد اور مومنین۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس دعا میں مشرکین کو شامل ہی نہیں کیا۔ صرف مومنین کو شامل رکھا ہے۔

جیسا کہ قرآن میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔۔

کہ جو لوگ ظلم کر بیٹھتے ہیں تو پھر بعد توبہ کرتے ہیں اور اس ظلم کے ازالہ کو اس کی نیکیوں سے بدلتے ہیں۔

اِلَّا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَذَكَرُوا اللّٰهَ كَثِيۡرًا وَّانْتَصَرُوۡا مِنۡۢ بَعۡدِ مَا ظُلِمُوۡا ۔(شعراء، آخری آیت)

وَّعَلَانِيَةً وَّيَدۡرَءُوۡنَ بِالۡحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ (رعد، 13:22)

اور برائی کو بھلائی سے دفع کرتے ہیں۔ آخرت کا گھر انہی لوگوں کے لئے ہے ”۔

حضرت ابراہیم نے جب "اب" کی مغفرت کے لیے دعا کی ہوگی، اور اللہ نے انکو سمجھا دیا ہوگا۔۔ ایسا مت کرو۔

تو انہوں نے توبہ کر کے اُس بات کو اِس دعا سے بدل ڈالا۔ (یعنی برائی کو بھلائی سے بدل ڈالا)

کیونکہ یہ دعا۔ اللہ نے قرآن میں شامل کر کے ---قیامت تک امتہ مسلمہ کے لیے ا اس کا اجرا کر دیا تاکہ مومن پڑھتے رہیں۔

یہ "والد" کے ساتھ ہے--- اور دعا کی شکل میں آئی ہے "ربنا" کے ساتھ---

والد اور تھا۔۔ اور اب اور تھا---

پچھلا سارا معاملہ "اب" کے ساتھ تھا۔۔ ۔ اور یہ معاملہ "والد" کے ساتھ ہے۔

یہ دعا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عمر کے آخری حصہ کی ہے۔۔ جیسا کہ اس سے پہلے کی آیتیں بتاتی ہیں۔

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ الَّذِىۡ وَهَبَ لِىۡ عَلَى الۡكِبَرِ اِسۡمٰعِيۡلَ وَاِسۡحٰقَ‌ؕ اِنَّ رَبِّىۡ لَسَمِيۡعُ الدُّعَآءِ

”شکر ہے اس کا خدا کا جس نے مجھے اس بڑھاپے میں اسماعیل (علیہ السلام) اور اسحاق (علیہ السلام) جیسے بیٹے دئیے ، حقیقت یہ ہے کہ میرا رب ضرور دعا سنتا ہے۔

رَبِّ اجْعَلْنِیْ مُقِیْمَ الصَّلٰوۃِ وَمِنْ ذُرِّیَّتِیْ ۖ ۰ رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَآءِ ٤٠

اے میرے پروردگار ! مجھے بنا دے نماز قائم کرنے والا اور میری اولاد میں سے بھی اے ہمارے پروردگار ! میری اس دعا کو قبول فرما

رَبَّنَا اغْفِرْ لِیْ وَلِـوَالِدَیَّ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ یَوْمَ یَقُوْمُ الْحِسَابُ ۰ ٤١ (ابراہیم)

پروردگار ، مجھے اور میرے والدین کو اور سب ایمان لانے والوں کو اس دن معاف کر دیجیو جبکہ حساب قائم ہوگا"

یہ دعا تب کی ہے جب حضرت اسحاق بھی پیدا ہوچکے، اور تاریخ و روایات کے حساب سے ان کی عمر 100 سال تھی جب حضرت اسحاق پیدا ہوئے۔

تو یہ ان کی دعا زندگی کے آخری عمر کی ہے۔۔۔ جب کہ آذر والا معاملہ اس سے بہت پہلے کا ہے۔

اور یہ آیت قرآن میں موجود ہونےسے، ہم اس کو پڑھے جا رہے ہیں۔ یعنی ایک حساب (اپنے والدین کی مغفرت کی دعا کے ساتھ) حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والدین کے لیے مغفرت کی دعا کر رہے ہیں۔ دوسری جانب اللہ کہہ رہا مشرکین کے لیے دعا مغفرت مت کرو۔

(اللہ تعالیٰ منع بھی کر رہے، اور خود پڑھوا بھی رہے ہیں قرآن میں۔۔۔ دونوں باتوں آپس میں ٹکراتی ہیں، اس لیے ثابت ہوجاتا وہ مشرک نہ تھے، ورنہ یہ آیت پڑھنا ہی مشکل ہوجاتی۔ کہ جس کو اللہ نے منع کیا، اس کو ہم سنت بنا کر رہے ہیں۔)

* :Update وہ دعا کہاں ہے جو "اب" کے لیے کی تھی؟

وہ دعا جو حضرت ابراہیم علیه السلام نے اپنے "اب" کے لیے کی تھی-- وہ توفیقِ الٰہی بعد میں نظر آئی۔ جو بعد میں یہاں شامل کی جارہی۔

وَاغۡفِرۡ لِاَبِیۡۤ اِنَّہٗ کَانَ مِنَ الضَّآلِّیۡنَ ۙ ۸٦ (شعراء، 26:86)
اور میرے باپ کو معاف کر دے که بیشک وہ گمراہ لوگوں میں سے ہے

اور یه آیت بھی حیرانگی کے طور پر

1۔ "اب" کے ساتھ ہے اور ساتھ میں

2۔ "ضالین" بھی لگایا۔

3۔ اور شروع میں "رب" سے بھی شروع نہیں ہوتی۔

جب که وہ "والد" والی دعا میں

3۔ شروعات "رب" سے ہوتی

2۔ ضالین کی جگه "مومنین" کو شامل کیا گیا

1۔ لفظ اب کی جگه والد کہا۔

رَبَّنَا اغۡفِرۡ لِیۡ وَ لِوَالِدَیَّ وَ لِلۡمُؤۡمِنِیۡنَ یَوۡمَ یَقُوۡمُ الۡحِسَابُ

اے ہمارے رب بخش دے مجھ کو اور میرے والدین کو اور مومنین کو اُس روز جب حساب قائم ہوگا۔

(ایک باریک بینی یه بھی غور طلب ہے که شروعات "ربنا" سے کی ہے – یعنی ہمارے رب، پر آگے کہا "مجھے" معاف کر اور "میرے" والدین کو – ہمیں معاف کر یا ہمارے والدین نہیں کہا۔ یعنی خصوصاً فوکس اپنی ذات اور اپنے ہی والد ہیں ان کے۔)

مزید یہ کہ ۔۔۔ اس آیت کا تھوڑا پہلے سے پورا قصہ پڑھا جائے۔۔ تو آیت 69 سے شروعات ہوتی۔

وَاتۡلُ عَلَيۡهِمۡ نَبَاَ اِبۡرٰهِيۡمَ‌ۘ ٦٩

اور ان کو ابراہیم کا حال پڑھ کر سنا دو

جب کہ اس نے اپنے اب اور اپنی قوم سے کہا کہ تم کس چیز کی عبادت کرتے ہو؟

یعنی یہ سب باتیں تب کی ہیں جب حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے آبائی وطن "اُر" کی جگہ پر رہتے تھے۔۔ اس وقت وہ بے اولاد بھی تھے۔۔۔

یہ جب معاملہ ہوا، اور اس کے بعد یا اس سے پہلے اپنے "اب" کے ساتھ اسپیشل گفتگو الگ سے ہوئی جو سورہ مریم میں ہے۔۔ پھر وہ بالاخر وہ وہاں سے نکل آئے۔۔

یعنی سورہ مریم کے الفاظ میں جب انہوں نے کہا کہ میں آپ کے لیے دعا کروں گا۔۔ تو وہ دعا اُسی وقت، اُسی دور میں انہوں نے ان الفاظ میں کردی۔۔۔

پھر لگ بھگ 25 سال بعد انہوں نے حضرت اسحاق علیہ السلام کی ولادت کے بعد انہوں نے وہ دعا کی جو والدین اور مومنین کے متعلق ہے۔

والدین کا احترام اور ان کے لیے دعا

7۔ آخر میں ایک چھوٹی پوائنٹ یہ بھی ہے کہ --- قرآن میں والدین کے احترام کے لیے بہت زیادہ تاکید ہے---

۞ وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ۭ اِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَآ اَوْ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا ٢٣ (اسراء، 17:23)

اور تیرے رب نے فیصلہ کردیا ہے کہ تم اس کے سوا کسی اور کی عبادت نہ کرو اور ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرو اگر وہ تیرے سامنے بڑھاپے کو پہنچ جائیں، ان میں سے ایک یا دونوں، تو ان کو اُف نہ کہو اور نہ ان کو جھڑکو، اور ان سے احترام کے ساتھ بات کرو۔

وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا ۭ ٢٤ (اسراء، 17:24)

اور ان کے سامنے نرمی سے عجز کے بازو جھکادو اور کہو کہ اے رب، ان دونوں پر رحم فرما جیسا کہ انھوں نے مجھے بچپن میں پالا۔

یہ دعا اللہ تعالٰی نے خود تعلیم فرمائے کہ اپنے والدین کے لین اس طرح دعا کرو۔

اور خاص بات یہ ہے کہ یہاں بھی لفظ "اب" استعمال نہیں ہوا، بلکہ "والدین" استعمال ہوا۔

اللہ پاک خود تعلیم دے رہے، ان کے آگے اپنے کندھے جھکا دو، اور "اُف" تک نہ کہو، اور اور کہو کہ یا رب ان پر رحم کر جس طرح انھوں نے میرے اوپر کیا جب میں چھوٹا تھا۔

جبکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ان سے بیزار ہوگئے، اور دور چلے گئے۔ (حوالہ سورہ توبہ آیت 114، اور سورہ مریم آیت 48)

اور حضرت ابراہیم علیه اسلام کی دعا (**رَبَّنَا اغْفِرْ لِیْ وَ لِوَالِدَیَّ**) اس پر مزید دلیل قائم کردیتی۔

که ان کے والدین مشرک نہیں تھے، موحد تھے، توحید پرست تھے۔۔۔ اس لے دعا کر سکتے ہیں، اور ابراہیم علیه السلام نے بھی کی، اور مومنین بھی لگایا که یه اشاره ہے که اس دعا میں سب مومنین ہی شامل ہیں ۔۔۔

پر مشرک رشته داروں (جیسے چچا وغیره) کے لیے نہیں کر سکتے، اور اس سے الله نے منع بھی کیا۔

دونوں فریقین میں سے کس کی سائیڈ لیں؟

8۔ ویسے قرآن کا انداز۔۔۔ ان چیزوں کی طرف اتنا فوکس نہیں کرتا۔۔۔ اور کہتا **تِلْكَ أُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ ۖ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَلَكُمْ مَّا كَسَبْتُمْ ۖ وَلَا تُسْـَٔلُونَ عَمَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ ١٣٤ (بقرہ)**

یہ ایک جماعت تھی جو گزر گئی اس کو ملے گا جو اس نے کمایا اور تم کو ملے گا جو تم نے کمایا اور تم سے ان کے اعمال کی پوچھ نہ ہوگی

بندے کو اپنا ایمان بچانا چاہیے اور اپنی فکر کرنی چاہیے۔

پر پھر بھی کسی بھی لیول پر اگر یہ بات ڈسکس ہوتی بھی ہے۔

اور کہہ لیں کہ 2 پارٹیز/جماعتیں ہیں۔

ایک۔ جو انبیاء اور ائمہ کی والدین کو (ماں اور باپ) کو پاک و موحد سمجھتی ہے۔

حضرت آدم سے لیکر ان کے اپنی ذات تک۔

دوسرے۔ جو انبیاء کی والدین کو کو پاک و موحد ہونا ضروری نہیں سمجھتی، بلکہ دلیل دیتے ہیں کہ حضرت ابراہیم کے والد مشرک تھے، اس حساب سے حضرت ابراہیمؑ ایک مشرک باپ کی أولاد تھے، اور اس طرح، حضرت ابراہیمؑ کے بعد سب انبیاء (جو کہ ممکناً سب انہیں کی نسل سے ہیں) سب اسی آزر کی نسل سے جالگتے ۔۔۔ جو مشرک تھے۔

(یعنی حضرت ابراہیم اور ان کے بعد سب انبیاء کی نسل کو اللہ نے آزر سے آگے بڑھایا جو مشرک تھا!!)

اب:

اگر دوسری جماعت کی بات درست نکلی تو امید ہے کہ قیامت کے دن پہلی پارٹی پر الرحمٰن و الرحیم صرف اس وجہ سے عذاب نہیں کرے گا کہ انہوں نے ان کے پیاروں کے متعلق حسن ظن رکھا۔ اور کہا کہ وہ سب پاک و طاہر تھے۔ مشرک نہیں تھے۔

اور اگر پہلی جماعت کی بات درست نکلی تو دوسری پارٹی کے عقیدے میں کراہت اور نفرت کا عنصر ضرور پایا جاتا۔ کہ انہوں نے حق کو ٹھکرایا اور انبیاء کی ہتک عزت کی، اور تحقیر کی۔ اور کہا کہ ان کے تو باپ ہی مشرک تھے۔ (اور احادیث کی بھی اپنے طور تاولییں کی، جب انہوں نے بیان کیا کہ ہم پاک و طاہر پشتوں میں رہے!)

انسان کو اگر کہو کہ دو منٹ کے لیے تصور کرے، کہ تمہارا اپنا باپ مشرک و نجس ---

تم خود ایک نجس باپ کی أولاد ہو۔ تو انسان کو غصہ لگ جائے۔

اگر کہا جائے، کیا یہ ممکن ہے کہ تمہارے والد سے لیکر آدم تک سب موحد رہے ہوں، اور بیچ میں کوئی مشرک نہ ہو، --- تو یہ بات بھی اسے ناپسند لگے گی۔ حالانکہ یہاں اس آبا و اجداد کی بات ہورہی جو نامعلوم ہے، اور کئی پشتیں پیچھے، جس کا کوئی نام و نشان بھی نہیں معلوم--- پر اسکے باوجود وہ اپنی ذات کے لیے یہ یہ بالکل پسند نہیں کرتا کہ کہا جائے تمہارا باپ یا آبا میں سے کوئی مشرک و نجس---

پر حضرت ابراہیم علیہ السلام جیسے جلیل القدر پیغمبر کے لیے معلوم نہیں کیسے زبان دراز کر لیتا کہ ان کا باپ مشرک و نجس؟

بھلا اگر، قرآن کی آیات، اور مزید اسرائیلیات سے (دلیل تو ملتے ہی ہیں، پر چلو آپ کہہ لیں) اس بات کی گنجائش بنتی ہے کہ وہ ان کے والد نہ تھے، بلکہ چچا وغیرہ ہوسکتے--- تو یہ آپشن اختیار کرنے میں کیا چیز مانع ہے؟

جو کچھ پچھلی امتوں میں ہوا اس میں ہوکر رہے گا

9۔ یہ حدیث کہ "جو کچھ پچھلی امتوں میں ہوا اس میں بھی ہوکر رہے گا" کے تحت اس امت کا ایک ہی نبی ہے – حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم – اور انکا ایک چچا اتنا دشمنِ خدا تھا کہ اللہ نے اس کی مذمت میں قرآن میں اس کے نام کے ساتھ ایک سورۃ اتاری ہے۔ (سورہ لھب)

اسی طرح پچھلی امتوں میں بھی ایک جلیل القدر نبی کے چچا کا مذمت میں ذکر ہوتا ہے اور ان کا بھی قرآن میں نام آتا ہے – آذر۔

اس لیے یہ معمہ بھی اس طرح حل ہوتا ہے کہ پچھلی امتوں میں آذر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے چچا تھے اور مشرک تھے اور ان کے دشمن تھے؟

اور اس امت میں ابولھب نبی اکرمﷺ کے چچا تھے، اور مشرک تھے، اور ان کے دشمن تھے۔

دو انبیاء کے چچا اللہ کے دشمن ٹھرے، اور دونوں کا قرآن میں ذکر موجود ہے، اور دونوں کے نام تک موجود ہیں۔ (ازر – انعام، 6:74-- ابولھب – لھب 111:1)

(واللہ اعلم)

اللہ پاک ہمیں سمجھنے اور حق قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اظھر حسین ابڑو

موڈیفائیڈ 1-اپریل-2024